



محدث فتویٰ
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں سے پوچھے گا کہ تم نے فلاں جرم کیا تھا۔ تو وہ شخص انکار کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کی زبان کو بند کر دے گا۔ اور ہاتھ پاؤں بٹھکنے لگیں گے سوال یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں کس کے خلاف گواہی دیں گے۔ کیوں کہ وہ خود مجرم ہیں۔ اگر روح کے خلاف گواہی دیں گے تو روح کا تو کوئی حقیقی جسم نہیں روح تو حکم الہی ہے جیسے : روح من امر ربی یعنی عذاب کس کو ہوگا اور گواہی کس کے خلاف دیں گے؟ علمائے کرام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ لکھا ہے وہی ہوگا یہ بھی خدا نے لکھ دیا ہے کہ فلاں کافر ہے اور فلاں مسلمان ہے تو بتائیں کہ پھر انسان کے اختیار میں کیا ہے۔ ایک انسان کی تقدیر میں لکھا ہوا ہے کہ یہ کافر ہے خواہ وہ کتنی ہی محنت کیوں نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ خدا نے تو خود ہی کافر اور مسلمان بنا دیا ہے۔ تو انسان کے بس کی کوئی بات نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد

: انسان کے نفس میں محفوظ کفریات شرکیات مظالم او معاصی جن کے اقرار و اعتراف سے روز جزاء زبان انکاری ہوگی۔ مثلاً قرآن میں مقولہ کفار ہے

وَاللّٰهُ زَيْنًا مَّا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۚ ۲۳ ... سورة الانعام

"اللہ کی قسم تو ہمارا پروردگار ہے ہم شریک نہیں بناتے تھے۔"

تو اس کو مہر لگا کر گونگا بنا دیا جائے گا۔ پھر جوارح ان امور کی نشان دہی کریں گے تاکہ وجود کی شہادت سے انکار و تردید کی تمام راہیں مسدود ہو کر عذاب الہی سے بچنے نہ پائیں۔ ایک حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بندہ اپنے بڑے اعمال سے قیامت کے دن مگر جانے گا اور کسے گا : اسے پروردگار کوئی گواہ ہو تو مانوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا : تو خود گواہ ہے اور لکھنے والے فرشتے گواہ ہیں۔ پھر اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گی۔ اور ہاتھ پاؤں کو حکم ہوگا کہ لولو! اور اس کی بد اعمالیاں بیان کر دو! وہ اس کے سب کر توت بیان کر دیں گے۔ تب بندہ کہے گا جاؤ دور ہو میں تمہارے بچانے کے لئے سب ترکیب کر رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کے (بیان کرتے وقت فس پڑے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو میں کیوں نہ ہوں۔ بندے کے اپنے رب سے منہ در منہ کلام کرنے پر (صحیح مسلم) کتاب الذہد

ہاں ہمہ اعضاء کی شہادت کا تعلق روح سمیت تمام انسانی باطنی مشیرزی سے ہوگا جو اخفاء حق میں معاون بنے گی۔ اور عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوگا۔ جس طرح کہ "حدیث قبر" میں اس کی واضح دلیل ہے اور روح کے بارے میں یہ نظریہ کہ اس کا حقیقی کوئی وجود نہیں ہے۔ سراسر غلط اور کتاب و سنت کے منافی ہے بلکہ روح رب کریم کی مرلوب مخلوق ہے شارح عقیدہ طحاوی فرماتے ہیں :

(وقد اجمعت الرسل على انها مخلوقة مخلوقة مصنوعة مرلوبة برة (ص: 379)

: یعنی "رسولوں علیہ السلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ روح محدث مخلوق مصنوع مرلوبہ برہ ہے۔" اور قرآن کی آیت **قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي** کی تفسیر میں علامہ سعدی رقمطراز ہیں

(ای من حملہ مخلوقۃ التی امرہا اللہ ان تخلق کما انت ۴/۳۱۱)

"یعنی "روح اللہ کی جملہ مخلوقات سے ہے۔ جس کو اس نے بننے کا حکم دیا پس وہ بن گئی۔"

نیز علامہ عثمانی مرحوم فرماتے ہیں : دنیا میں کانوں سے آیات تنزیلیہ سنیں اور آنکھوں سے آیات تکنویہ دیکھیں مگر کسی کو نہ مانا۔ یہ خبر نہ تھی کہ گناہوں کا یہ سارا ریکارڈ خود انہی کی ذات میں محفوظ ہے جو وقت پر کھول دیا جائے گا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کفار اپنے جرائم کا زبان سے انکار کریں گے اس وقت حکم ہوگا کہ ان کے اعضاء کی شہادت پیش کی جائے گی۔ جن کے زریعہ سے گناہ کئے تھے۔ چنانچہ ہر ایک عضو شہادت دے گا اور اس طرح زبان کی تکذیب ہو جائے گی۔ تب مبہوت و حیران ہو کر اپنے اعضاء کو کہے گا (کم بخبر!) دور ہو جاؤ۔ تمہاری ہی طرف سے تو میں صحیح کرنا اور مدافعت کرتا رہا (تم خود ہی اپنے جرموں کا اعتراف کرنے لگے)۔ (سورة المؤمن حاشیہ نمبر: 9)

: اللہ عزوجل وعدہ لا شریک ہو کہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اور اس کا علم ہر شے کو محیط ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَأَنَّ اللَّذِّقَاتُ حَاطَاتٌ بِمَعْنَى شَيْءٍ عَلَنَّا ۚ ۱۲ ... سورة الطلاق

"اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔"

جس کو اس نے اپنی حکمت کاملہ کی بنا پر لوح محفوظ کی صورت میں لکھ رکھا ہے۔ اسے خوب معلوم ہے کہ کس بندے نے ایمان اختیار کرنا ہے اور کس نے کفر کا ارتکاب کرنا ہے۔

اس بارے میں بعض لوگوں کا نظریہ کہ اللہ نے لکھا ہوا ہے اس لئے بندہ کسی فعل کا ارتکاب کرتا ہے یہ غلط ہے بلکہ اس طرح کہنا چاہیے کہ بندے نے کرنا تھا اس لئے اللہ نے لکھا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے: قلم کو حکم ہوا لکھ (اس نے کہا: میں کیا لکھوں؟ حکم ہوا: تقدیر لکھ۔ پس قلم نے جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ ہونا تھا لکھ دیا۔ صحیح الالبانی صحیح الترمذی ابواب القدر رقم الباب (16) المشكاة (94) والصحیحہ (133)

غور فرمائیے! اس میں اللہ کا کیا قصور ہے؟ ہاں اگر اللہ کی تحریر بندے کے لئے رکاوٹ بنتی تو واقعی اعتراض ممکن تھا۔ لیکن جب معاملہ یوں نہیں بلکہ بندے سے جو کچھ ہونا تھا قلم نے وہی کچھ مقید کیا ہے پھر اس پر بھی گرفت نہیں بلکہ فعل جب ہو گا تو اسے پھر مزید وضاحت کے لئے اس کو یوں سمجھیں بفرض محال اگر اللہ کو علم نہ ہوتا تو بھی بندے نے نیکی یا بدی کرنی تھی تو اللہ کے علم سے کونسا جبر لازم آگیا۔

: یاد رہے کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ بندوں کے تمام افعال کا خالق صرف اللہ ہے اور کسب بندوں کا ہے قرآن میں ہے

وَاللَّهُ فَخْتُمْ فَمَا تَعْمَلُونَ ۖ... سورة الصافات

"حالانکہ تم کو اور جو تم بناتے ہو اس کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔"

إِنَّا بَدِئْنَاهُ نَبِئًا شَكِيلًا وَإِنَّا كَافُورًا ۖ... سورة الدبر

"اور اسے رستہ بھی دکھا دیا (اب) خواہ وہ شکر گزار ہو خواہ ناشکر۔"

فَأَنصَبْهُمُ فُجُورًا وَتَقْوِيًا ۖ قَدْ فَخَّحْنَا مِنْ رَيْبِهَا ۙ وَقَدْ خَابَ مَنْ دُونِهَا ۖ... سورة الشمس

"پھر اس کو بدکاری (سے بچنے) اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی کہ جس نے (لپٹنے) نفس کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا۔"

مخلاف جبریہ کے کہ ان کا کہنا ہے کہ بندہ مجبور محض ہے جس طرح کوئی شے ہوا میں معلق ہو تو بلا ارادہ بلتی رہتی ہے۔ اسی طرح انسان بھی مسلوب الاختیار ہے اور معتزلہ کے نزدیک بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ یہ دونوں نظریے گمراہ اور کتاب و سنت کے خلاف ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ بندہ نہ تو مجبور محض ہے اور نہ مختار مطلق بلکہ اس کی حالت بین بین ہے۔ جس کو کسب اور اكتساب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دیکھئے روح کی حقیقت سے (علماء کے اٹھارہ سو اقوال کے باوجود) ہم ناواقف ہیں۔ لیکن اس کے ہمارے وجہ سے ہم تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کی ذات و صفات پر بہارا ایمان ہے لیکن مجاہدہ و حقیقت کا ادراک نہیں۔ ٹھیک اسی طرح کسب و اكتساب کو سمجھ لینا چاہیے

(مذہب و تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: شرح العقيدة الطحاویہ (ص 431-440)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج 1 ص 246

محدث فتویٰ